بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۲۲

ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر
روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۵/۲۳ | ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ - ۹ وفا ۱۳۴۸ھ - ۹ جولائی ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۵۷

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اصلاح تب ہوتی ہے کہ تکمیلِ علمی کیساتھ تکمیلِ عملی کے مراتب حاصل ہو جائیں

حکمت کے دو ہی حصے ہیں ایک علم اکمل اور اتم ہو دوسرے عمل اتم اور اکمل ہو

"اصلاح تب ہوتی ہے کہ تکمیلِ عملی کے مراتب حاصل ہو جائیں۔ پس سورۃ العصر میں جو اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا ہے اس میں اٰمَنُوْا سے تکمیلِ علمی کی طرف ارشاد فرمایا اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے تکمیلِ عملی کی طرف رہبری کی۔ حکمت کے بھی دو ہی حصے ہیں۔ ایک علم اکمل اور اتم ہو دوسرے عمل اتم اور اکمل ہو۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خسر سے محفوظ رہتے ہیں اوّل وہ تکمیلِ علمی کرتے ہیں اور پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل کو عملی تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ جب انہیں کامل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے کمالِ علم کا ثبوت کمالِ عمل سے ملتا ہے تو پھر وہ بخل نہیں کرتے بلکہ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت کرتے ہیں جو انہوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کی روشنی سے بھی دکھاتے ہیں۔ واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اس کی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں تو اس کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اگر زنا کار زنا سے منع کرے تو اُس کی اِس حالت کے ثابت ہو جانے پر سُننے والوں کے دہریہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ خیال کریں گے کہ اگر زنا کاری واقعی خطرناک چیز ہوتی اور خدا تعالیٰ کے حضور اِس ناپاکی پر سزا ملتی ہے۔ اور خدا واقعی ہوتا تو پھر یہ جو منع کرتا تھا خود کیوں اس سے پرہیز نہ کرتا.... غرض تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں جلدی جھاگ مُنہ پر نہیں لاتے۔ اگر کوئی مولوی اور پیش رو ہو کر امام اور رہنما بن کر جلدی بھڑک اُٹھتا ہے اور اس میں برداشت اور صبر کی طاقت نہیں تو وہ لوگوں کو کیوں نقصان پہنچاتا ہے۔ دوسرے یہ بھی مطلب ہے کہ جو باتیں سُننے والا صبر سے نہ سُنے وہ فائدہ نہیں اُٹھاتا.... ابوجہل اور ابولہب میں کیا تھا؟ یہی بے صبری اور بیقراری تو تھی۔ کہتے تھے کہ تُو خدا کی طرف سے آیا ہے تو کوئی نہر لے آ۔ ان کم بختوں نے صبر نہ کیا اور ہلاک ہو گئے، ورنہ زبیدہ والی نہر تو آ ہی گئی.... یاد رکھو صابر ہی شرح صدر کا رُتبہ پاتا ہے جو صبر نہیں کرتا وہ گویا خدا پر حکومت کرتا ہے خود اس کی حکومت میں رہنا نہیں چاہتا۔ ایسا گستاخ اور دلیر جو خدا تعالیٰ کے جلال اور عظمت سے نہیں ڈرتا وہ محروم کر دیا جاتا ہے اور اُسے کاٹ دیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱-۱۹۲)

اخبارِ احمدیہ

● مری (بذریعہ تار) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اپنے تار موصولہ ۷ وفا کے ذریعہ مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ احبابِ جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

● ربوہ ۸ وفا۔ حضرت سیدہ اُمِّ متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ چند یوم کے لئے کل کراچی تشریف لے گئی ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ نے جس مقصد کے پیشِ نظر یہ سفر اختیار فرمایا ہے وہ بہ تمام و کمال پورا ہو اور آپ بخیریت واپس تشریف لائیں آمین

● ربوہ — مکرم ڈاکٹر عمر الدین صاحب بطور میڈیکل مشنری خدمات سرانجام دینے کی غرض سے بیرونِ پاکستان جانے کے لئے ۳ وفا کو ربوہ سے روانہ ہوئے۔ مقامی احباب نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر آپ کو پُرخلوص طور پر الوداع کہا اور دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کو نوعِ انسان کی خدمات بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

● محترم جناب مہاشہ ملک فضل حسین صاحب عرصہ دراز سے پاؤں کی ہڈی میں خرابی کے باعث بیمار چلے آ رہے ہیں۔ میو ہسپتال اور بعض دیگر جگہوں پر علاج کرانے کے بعد آپ ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ پاؤں کی تکلیف میں تاحال کوئی افاقہ نہیں جس کی وجہ سے آپ چلنے پھرنے سے معذور ہیں اور بستر پر ہی لیٹے رہتے ہیں۔ کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم مہاشہ صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

● اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ملک عبدالکریم صاحب نیشنل بنک آف پاکستان کو بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب قائمقام ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی پوتی ہے احبابِ جماعت نومولودہ کی صحت و عافیت، درازیٔ عمر نیز نیک، خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کی دعا کریں۔

● حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
"امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمتِ دین بھی۔" (افسر امانت تحریک جدید)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اس کی عبادت مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ہو کر کریں

عبادت کی گیارہ اہم ذمہ داریوں کو نباہنے کیلئے تین چیزیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ثباتِ قدم۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ

صلوٰۃ سے مُراد وہ حقیقی اور بنیادی دعا ہے جو رُوحِ عبادت کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے

زکوٰۃ کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اسے ہم اسی کے حکم اور ہدایت کے مطابق خرچ کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۹ ہجرت (مئی) ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

(مرتبہ: مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد۔ ایم۔اے)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (الذّٰریٰت ۵۱: ۵۶-۵۷)

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البیّنۃ ۹۸: ۶)

اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔

مَیں نے

پچھلے خطبات میں بتایا تھا

کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی ان آیات میں جو مَیں خطبہ سے پہلے تلاوت کرتا ہوں ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ انسانی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ بندے اور اسکے خالق رب کے درمیان عبودیت کا تعلق قائم ہو جائے اور اس کا بندہ اسی کی عبادت کرے اور پھر بتایا کہ عبادت جو ہے وہ اس قسم کی عبادت مُراد نہیں جو دوسرے مذاہب والے اپنے خیال کے مطابق یا بگڑی ہوئی تعلیم کے مطابق کرتے ہیں مثلاً دُنیا میں بعض مذاہب ایسے ہیں کہ جو ہفتے میں ایک بار کسی معیّن وقت میں کسی خاص جگہ پر عبادت کر لینا کافی سمجھتے ہیں اور انہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ اس طرح وہ حق جو اللہ تعالیٰ نے بطور رب اور خالق اور رحمٰن اور رحیم اور مالکِ کُل ہونے کے ہم پر قائم کیا تھا وہ ہم نے ادا کر دیا۔ بعض ایسے مذاہب ہیں کہ جن کے لئے ہفتے میں ایک دن بھی کسی خاص جگہ جمع ہو کر عبادت کرنا ضروری نہیں قرار دیا گیا بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محض خیالوں خیالوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر لینا کافی ہے پھر بندے پر اُس کے رب کے تمام حقوق جو ہیں وہ ساقط ہو جاتے ہیں ذمہ داریاں جو ہیں وہ ادا ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں یہ فرمایا ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا تو ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

ہو کر کرو۔ اور جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں یہ فقرہ انسان پر عبادت سے تعلق رکھنے والی گیارہ ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔

اختصار کے ساتھ گو قدرے (اس کے مقابلے میں جو مَیں کہوں گا یا کہہ رہا ہوں) تفصیل کے ساتھ مَیں نے ان خطبات میں ان

گیارہ ذمہ داریوں کے متعلق

اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اب "دین" کے مختلف معانی کی رو سے اپنے رب سے محبت کرنے والے ایک بندے پر یہ فقرہ جو گیارہ ذمہ داریاں ڈالتا ہے وہ یہ ہیں کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہو۔ اُسے واحد و یگانہ یقین رکھتے ہوئے اس کی عبادت اور پرستش کی جائے کسی قسم کا شرک ظاہری یا باطنی، جلی یا خفی نہ ہو۔ نہ کسی کو عزّت و احترام اور رُتبہ کا وہ مقام دیا جائے جو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس رنگ میں کرو کہ اطاعت اور فرمانبرداری صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہو۔ غیر اللہ کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر اور اس بندگی میں ہر غیر سے آزاد ہو کر اپنی زندگیوں کے دن گزارو۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور جہاں بندوں کی اطاعت کرنی پڑے وہ بھی کسی غیر اللہ کے دباؤ سے یا بُرے خیالات کے نتیجہ میں نہ ہو بلکہ احکامِ الٰہی کی روشنی میں ہو۔

حقیقی عبادت تیسری بات کا جو تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اخلاق

اللہ تعالےٰ کے اخلاق کے مطابق بنائے جائیں کیونکہ دین کے معنے سیرت کے ہوتے ہیں۔ غیر اللہ کے اخلاق کا کوئی بدنما داغ اپنی سیرت کی نورانی چادر پر نہ لگنے دو۔ تمہاری زندگی میں جن اخلاق کا بھی مظاہرہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا پرتو اور عکس ہو۔ اپنی قوت اور استعداد کے مطابق اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھانے کی کوشش کرو۔

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں عبادتِ صحیحہ کا جو

چوتھا تقاضا

بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سب تقوےٰ اور زہد و تعبد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو کیونکہ دین کے معنے ورع کے بھی ہوتے ہیں اور پانچویں ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اللہ تعالیٰ کے بندوں پر یہ ڈالتی ہے کہ جس جس حلقہ میں انہیں اختیار اور حکومت حاصل ہو۔ حکومت کے معنے صرف مُلک کی حکومت کے نہیں ہوتے بلکہ خاندان کا ایک حاکم ہے۔ اسے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راعی قرار دیا ہے۔ ہر انسان کا ایک دائرۂ اثر ہوتا ہے جس میں اس کی مرضی چلتی ہے۔ تو فرمایا جس جس دائرۂ اثر میں تمہاری مرضی چلتی ہو تم یہ کوشش کرو کہ اس دائرۂ اثر میں تمہاری مرضی نہ چلے بلکہ تمہارے اللہ کی مرضی چلے۔ ہوائے نفس کو یا اللہ کے غیر کو خوش کرنے کے لئے کوئی کام نہ کیا جائے۔ کوئی حکم نہ دیا جائے۔ کوئی ہدایت نہ ہو۔

دین کے چھوٹے معنے

مَیں نے یہ بتائے تھے کہ تمہاری عادات بھی ایسی ہوں کہ ان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ ماحول کے بد اثرات بد عادات پیدا کر دیتے ہیں اس لئے ماحول کے بد اثرات سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بچو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنے میں اچھی عادتیں پیدا کرو اور انہیں پختہ کرنے کی کوشش کرو۔

ساتواں حکم

یہ ہے کہ جب تمہیں غلبہ مل جائے تو غلبہ اور طاقت کا استعمال احکامِ الٰہی کی روشنی میں ہو اور آٹھویں یہ کہ یہ زندگی تدابیر کا مجموعہ ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں جنہیں ہم عادتاً کرتے ہیں اور ان کو تدبیر نہیں سمجھتے۔ گرمیوں کے دنوں میں یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ ہم رات کو باہر پانی کا گھڑا رکھتے ہیں تاکہ ہمیں صبح نسبتاً ٹھنڈا پانی مل جائے۔ لیکن یہ ایسی عادت ہے کہ کسی سے بات کرو تو وہ کہے گا یہ بھی کوئی تدبیر ہے۔ لیکن ہر کام جو ہم کرتے ہیں دراصل وہ تدبیر ہے کیونکہ اس سے مستقبل میں ایک نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً گھر والی صبح اُٹھ کر ناشتہ تیار کرتی ہے یہ بھی ایک تدبیر ہے تاکہ رات کے بھوکے معدے کو کچھ کھانے کو ملے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ گھر میں گھر کے کاموں میں گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ اگر خاوند مثلاً برتن دھونے لگ جائے یا اگر انہوں نے کھانا اکٹھے کھانا ہے تو برتن لگائے یا کوئی اور کام کرے۔ یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ اور یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ کھانے کا ایک لُقمہ بھی ضائع نہ ہو کیونکہ کسی اَور بھائی کا اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی رکابی میں اتنا ہی ڈالو جو ختم کر سکو۔ زیادہ نہ ڈالو۔ ہمارے مُلک میں یہ بُری رسم پیدا ہو گئی ہے کہ بہت سے لوگ جب مہمان ان کے ہاں آئیں وہ ان کی رکابیوں میں اپنی مرضی کے مطابق کھانا انڈیل دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے نتیجہ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کی بے حُرمتی ہو گی۔

دو سال ہوئے مَیں راولپنڈی گیا ہوا تھا تو وہاں ایک دوست کے ہاں سے دعوت کا کھانا آیا۔ مَیں نے اپنی ضرورت کے مطابق کھانا ڈالا۔ ان کی ربّۃ البیت باہر کھڑی غور سے دیکھ رہی تھیں کہ ہمارا پکا ہوا کھانا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں یا پیٹ پھاڑ کر کھاتے ہیں۔ اُن سے رہا نہ گیا وہ اندر آ گئیں اور کہنے لگیں مَیں تو جٹّی ہوں مَیں تو اپنی مرضی کی مقدار آپ کی رکابی میں ڈالوں گی۔ مَیں نے کہا اپنی مرضی پوری کرو کھانا تو مَیں نے اتنا ہی ہے جتنا مَیں نے کھانا ہے لیکن اس کے نتیجہ میں (وہ کھانا تو شاید ضائع نہیں ہوا ہو گا انہوں نے محبت سے کھا لیا ہو گا) بعض دفعہ ضائع بھی ہو جاتا ہے۔

غرض نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ

جو تدبیر بھی تم کرو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو

اب پلیٹ میں کھانا ڈالنا یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اُتنا ڈالنا جتنا آدمی کھا لے۔ دوسروں کے دکھاوے کے لئے ڈالنا یا جتنے کی اسے بھوک ہے اس سے کم ڈالنا تاکہ لوگ سمجھیں کہ بڑا عبادت گزار ہے اور اسے کھانوں سے کوئی رغبت نہیں۔ اور پھر جب علیحدگی میں گئے تو اپنا پیٹ بھر لیا۔ یہ خدا کی رضا کے لئے اپنی پلیٹ میں کھانا نہیں ڈالا بلکہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کے لئے اور اس کی مخلوق کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے تھوڑی سی غذا ڈالی گئی یا اپنی امارت کا مظاہرہ کرنے کے لئے مہمانوں کے سامنے ایک ایک قاب لا کر رکھ دیا یا فی مہمان ایک دیگ پکوا دی یا ایک اُونٹ ذبح کر دیا تو وہ تدبیر جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں۔ پس آٹھویں ذمہ داری ہم پر یہ ڈالی گئی ہے کہ جو تدبیر بھی تم کرو کسی چھوٹے مقصد کے لئے وہ تدبیر ہو یا کسی بڑے اہم مقصد کے لئے وہ تدبیر ہو۔ جس قسم کی وہ تدبیر ہو اصل مقصد اس تدبیر سے یہ ہو کہ تمہارا رب تم سے خوش ہو جائے۔

نویں یہ کہ جب نفس کا یا اپنے دوسرے بھائیوں کا جن کی

تربیت کی ذمہ داری

تم پر ہے محاسبہ کرنے لگو تو وہ محاسبہ احکامِ باری جلّ شانہٗ کی روشنی میں ہو کسی تکبّر یا غصّہ یا نخوت یا حقارت کے نتیجہ میں نہ ہو۔ بعض لوگ مثلاً بڑے دھڑلے سے اپنے مُنہ سے نکال دیتے ہیں کہ فلاں علاقے کے لوگوں میں یہ یہ بُرائیاں ہیں۔ اَب یہ بھی ایک محاسبہ ہے لیکن یہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے والا محاسبہ نہیں ہے۔ نفس سے محاسبہ شروع ہوتا ہے اور خاموشی کے ساتھ اور احساسات اور جذبات کو ٹھیس لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کے بندوں کو اس کے قریب لانے کے لئے انسان محاسبہ کرتا ہے۔

دسویں ذمہ داری

حقیقی عبادت کی ہم پر یہ ڈالی گئی ہے کہ جب تم فیصلہ کرو تو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور احکام کے مطابق فیصلہ کرو۔ اور

گیارھویں ذمہ داری

یہ ڈالی گئی ہے کہ جب تم بدلہ دو یا جب تم بدلہ لینے کی امید رکھو ہر دو صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ملحوظ ہو۔ بدلہ لینے کے متعلق مَیں نے بتایا تھا (یاددہانی کرا دیتا ہوں) کہ مثلاً اپنے نفس کے علاوہ غیر کے ساتھ حُسنِ سلوک سے متعلق بدلہ لینے کا جو اصول بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تم نہ بدلے کی خواہش رکھو اور نہ یہ خواہش رکھو کہ وہ تمہارا مشکور ہو گا۔ جب تم نے احسان کیا ہے تو اس کے بدلے میں احسان کی اُمید یا خواہش یا شکر گزار ہونے کی اُمید یا خواہش نہ رکھو۔

بہرحال میں نے اصولی طور پر دو تین باتیں بتائی تھیں۔ یہ گیارہ ذمہ داریاں مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کی آیت کا ٹکڑا ہم پر ڈالتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے تین ذمہ داریاں اس قسم کی ڈالیں جن کا ان گیارہ کی گیارہ ذمہ داریوں سے تعلق ہے۔ اور دراصل ان ذمہ داریوں کو صحیح طور پر نباہنے کے لئے وہ تین چیزیں بنیاد بنتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کے نباہنے سے جو عمارت کھڑی ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کی محبت کی اور اللہ تعالےٰ کے لئے اخلاص کی اور اللہ تعالےٰ کے لئے فدائیت کی اور اللہ تعالےٰ کے لئے ہر قسم کے ایثار کی۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے ظلم سہنے کی اور اللہ تعالےٰ کے لئے ظلم کو معاف کرنے کی وغیرہ وغیرہ جتنے نیک اعمال ہیں ان سے ایک بنیاد قائم ہوتی ہے۔ جو جنت میں گھر بناتا ہے وہ یہی گھر ہے نا۔ جو ہم اس دنیا میں روحانی طور پر تیار کر رہے ہوتے ہیں۔

اس کی بنیاد تین چیزوں پر قائم کی گئی ہے

جن میں پہلے یہ ہے۔

حُنَفَآءَ

کہ یہ ذمہ داریاں جب تم نباہو ان میں ثباتِ قدم ہو، مستقل مزاجی ہو، تمہاری ساری کی ساری زندگی اللہ تعالےٰ کے لئے گزرنے والی ہو۔ جب تم اس کی عبادت کرو تو یہ نہیں کہ چند دن عبادت کی اور چند دن چھٹی لی۔ روحانی دنیا میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو کام کئے جاتے ہیں۔ ان میں رخصتیں نہیں ہوتیں بلکہ ذمہ داری کے عائد ہونے کے دن سے دنیا سے گزر جانے کے دن تک وہ کام لگاتار اور باقاعدگی سے کرنا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ سکولوں کی طرح دس مہینے نماز پڑھی اور دو مہینے نماز سے چھٹی ہو گئی۔ نماز باجماعت تو پانچ وقت ہی سوائے اس جائز مجبوری کے جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں سختی سے بچانے کے لئے ہم پر رحم کرتے ہوئے سہولت دی ہے۔ اس کے علاوہ مسجد میں آکر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح وہ سینکڑوں احکامِ الٰہی جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اور ان کی ہزاروں فروعات جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی سُنّت میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر باقاعدگی کے ساتھ

استقلال کے ساتھ عمل کرنا ضروری ہے

حنفاء ہونا چاہیئے۔ ثبات قدم ہونا چاہیئے۔ استقلال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر تو یہ شکل بنے گی کہ ساری زندگی کے کچھ دن خدا کے لئے گزرے اور کچھ دن شیطان کے لئے گزرے۔ لیکن ہمارا خدا یہ کہتا ہے کہ اگر تم سب کچھ مجھے دینا نہیں چاہتے تو میں تم سے کچھ بھی لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ پھر سب کچھ ہی شیطان کی گود میں جا کر ڈال دو اور اس دنیا کی جہنم اور اُس دُنیا کی جہنم کے وارث بنو۔ لیکن اگر میرا بننا ہے تو میرے ہو کر ساری زندگی کے دن گزارنے ہونگے۔ اگر تم آدھا مجھے اور آدھا میرے غیر کو دینا چاہو۔ تو جو مجھے دینا چاہو گے وہ بھی میں قبول نہیں کروں گا۔

پس فرمایا کہ

عبادت اور اس کی ذمہ داریاں

اور اس سلسلہ میں جو احکام بجا لانے ہیں۔ ان میں ثباتِ قدم ہونا چاہیئے، استقلال ہونا چاہیئے۔ باقاعدگی ہونی چاہیئے اور بشاشت اور رضا ہونی چاہیئے۔ اس کے بغیر تو انسان کو ثبات قدم نہیں ملتا۔

اس سلسلہ میں دوسری چیز جو بنیاد ہے وہ ہے یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ۔ اس میں دو چیزیں آگئی ہیں۔ قرآن کریم نے

صلوٰۃ اور زکوٰۃ

کو مختلف معانی میں استعمال کیا ہے۔ بعض جگہ تو ایک خاص عبادت جو ہم پانچ وقت فرائض کے طور پر کچھ سنتوں اور نوافل کے طور پر ادا کرتے ہیں اس کو صلوٰۃ کہا جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ اس مقررہ لازمی چندے کو کہا جاتا ہے۔ جس کی تفاصیل قرآن اور احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان دو الفاظ کو بنیادی معانی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی ابتداء میں سورۂ بقرہ کے شروع میں ہی ایک بڑا لطیف اصولی مضمون بیان ہوا ہے۔ اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے بعد دنیا تین گروہوں میں منقسم ہو جائے گی۔ (۱) ایمان لانے والے (۲) کھلم کھلا انکار کرنے والے اور (۳) منافقانہ راہوں کو اختیار کرنے والے۔ وہاں ساری باتیں جو بیان کی گئی ہیں وہ بڑی اصولی ہیں وہاں بھی

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ ۲: ۳، ۴)

میں یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ اور مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ جو دو فقرے استعمال ہوئے ہیں ان کی بجائے یہاں یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ کے دو فقرے ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور یہ دو چیزیں تمام اعمالِ صالحہ اور عبادات کی بنیاد ہیں

صلوٰۃ سے مُراد

وہ بنیادی دُعا ہے جس کے کرنے کا حکم بطور فریضہ کے دیا گیا۔ ایک وہ دُعا ہے جو ضرورت کے مطابق انسان کرتا ہے۔ ہر فرد کی ضرورت مختلف ہوتی ہے۔ ہر شخص کی ضرورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہے۔ وہ حسب ضرورت اپنے رب سے مانگتا ہے اور اس کے فضل سے پاتا ہے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوتے کا اگر ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے اور اس کی ضرورت ہو تو یہ نہ سمجھنا کہ زورِ بازو سے تم اُسے حاصل کر سکو گے۔ بوٹ کا تسمہ بھی تم اپنے خدا سے مانگو۔ پس ایک تو یہ انفرادی دُعا ہے جو انفرادی حالات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ لیکن

ایک بنیادی دُعا

ہے۔ یعنی عاجزانہ اپنے رب کے قدموں پر گر جانا جو بطور فریضہ کے قائم کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے ایک معنی یہ بھی کئے ہیں کہ یہاں یہ حکم ہے کہ مجھ سے دعا کرو تو یہاں یہ فریضہ ہے اور آپ نے اس کی بڑی لطیف تفسیر بیان کی ہے۔ یہاں دعا کو اس دعا کے معنوں میں استعمال کیا ہے جو فرض ہے اور پھر آگے اس کی

قبولیت کا وعدہ

دیا گیا ہے۔ یہاں اور سورۂ بقرہ کے شروع میں اور بعض دوسری جگہوں پر صلوٰۃ کا لفظ اس دعا کے معنوں میں آیا ہے جو فریضہ ہے۔ ہر ایک شخص کے لئے کرنا ضروری ورنہ عبادت اور اس کے لوازمات پورے نہیں ہوتے اور انسان سچے طور پر اپنے رب کی عبادت نہیں کر سکتا۔ اور اس دعا کی ماہیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان کی ہے کہ چونکہ بندہ اپنے رب کی عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے انسانی فطرت میں یہ چیز پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف جھکے۔ لیکن اس کی فطرت میں کمزوری بھی ہے۔

پس

اس دعا کی ماہیت یہ ہے

کہ پہلے رحمٰن کی رحمانیت جوش میں آتی ہے اور اپنے بندہ کو وہ اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر اس کو تھوڑے سے قرب کے حاصل ہو جانے کے بعد کچھ ہوش آجاتا ہے اور اس کی فطرت بیدار ہوتی ہے اور جاگ اٹھتی ہے پھر بندے کی فطرت میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں خدا کا قرب حاصل کروں اور پھر بندہ اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ یعنی یہ دو کششیں ہیں۔ ایک اللہ کی کشش جو اس کی رحمت کے جوش سے ظاہر ہوتی ہے اور ایک بندے کی کشش جو اس کی فطرت کے بیدار ہونے کے بعد یا اس کی بلوغت کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور یہ دو کششیں مل کر بندے کو اللہ تعالیٰ کا ایک خاص مقام قرب عطا کرتی ہیں۔ یہ

خاص قسم قرب صرف انسان کو عطا ہوتا ہے

دوسری چیزوں کو عطا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں نے ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ قرب کی کئی قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب تو ہر شے کو حاصل ہے۔ لیکن ایک قرب عام ہے ایک قرب خاص ہے۔ بندے کو قرب خاص عطا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے (پیچھے بندے کا ذکر ہے) کہ ایسا انسان جو ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی رحمانیت جوش میں آتی ہے تو اس کی فطرت بیدار ہوتی ہے تو یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔ (برکات الدعاء صلہ)

یہ ہے اس دعا کی ماہیت یعنی جب تک انسان کو یہ مقام حاصل نہ وہ عبادت کا مفہوم ہی نہیں سمجھ سکتا۔ ان کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ تم عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ عبادت کے یہ تقاضے ہیں۔ عبادت تم پر یہ ذمہ داریاں ڈالتی ہے۔ اس کے لئے

پہلی شرط یہ ہے

کہ تم پختہ عزم کرو کہ ہم ایک دفعہ صراط مستقیم کو حاصل کرنے کے بعد اس راہ سے نہیں بھٹکیں گے۔ بلکہ خواہ کچھ ہو جائے ثبات قدم دکھائیں گے ساری دنیا کے پہاڑ مل کر ہم پر گرنے کی کوشش کریں اور ہمیں قیمے سے بھی باریک ذروں میں منتقل کرنے کی کوشش کریں اور ساتھ یہ ہو کہ اگر تم اپنے رب سے تعلق توڑ دو۔ تو تم اس فنا سے بچ سکتے ہو تو خدا کا بندہ کہے گا کہ نہیں مجھے اس جسم کی فانی زندگی منظور نہیں۔ روحانی زندگی اور اس کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ میرا اپنے رب سے تعلق قطع نہ ہو اور میں اس سے دوری کی راہ کو اختیار نہ کروں۔

پس جب یہ جذب پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کی فطرت بیدار ہو جاتی ہے۔ تو وہ اس کے نتیجہ میں کامل یقین۔ کامل امید۔ کامل محبت۔ کامل وفاداری کامل ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ فنا کے میدانوں میں سے گزرتا ہے۔ یعنی

اس پر ایک فنا وارد ہوتی ہے

اور پھر جب وہ ان میدانوں کو عبور کر لیتا ہے تو کیا دیکھتا ہے بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ یہ عبادت کا حق ادا ہو گیا نا۔ تب اس کی رُوح اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور پھر وہ سر اس آستانہ سے کبھی اٹھتا نہیں۔

پس حنفاء کے بعد یہ بتایا کہ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ چونکہ تم میری عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس لئے اس مفہوم میں

دعا کو قائم کرو

تا کہ اس کے اوپر وہ عمارت کھڑی ہو سکے۔ جو تمہاری جنت کی عمارت ہے۔ اس قسم کی دعا کا کیا اثر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

"اس دعا کے ساتھ رُوح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ حضرتِ احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور یہی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صلہ ۱۶)

نماز ظل ہے اصل نہیں۔ اصل یہ صلوٰۃ یہ دعا ہے جو فرض ہے جس کی بنیاد پر صحیح اور سچی اور حقیقی عبادت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

پھر فرمایا:-

"اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے۔" (ایضاً)

جب آستانہ الوہیت نظر آگیا۔ جب

خدا تعالیٰ کا قرب

ہمیں مل گیا۔ جب خدا تعالیٰ کے ساتھ جو حی و قیوم اور صفات حسنہ کا مالک

اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اور بقاء اس کی مرضی اور منشاء کے بغیر ممکن نہیں اور کسی فرد کو صرف اسی رنگ میں بقا ملتی ہے جس رنگ میں وہ چاہتا ہے۔ مثلاً ہمارے جسموں کو اس نے بقا نہیں دی لیکن ہماری رُوح کو اس نے باقی رکھا اور جسم سے زیادہ انعامات کا اسے وارث بنایا تو اس دعا کی جو بنیادی حیثیت رکھنے والی ہے ایک خاصیت یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسانی روح خدا کے ہر حکم کو ماننے کے لئے مستعد رہتی ہے۔

اس دعا کی دوسری صفت

یا دُعا کے نتیجہ میں جو رُوح میں صفت پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی رُوح اس دعا کے نتیجہ میں اپنے رب کے حضور جھکتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے۔ اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔" (ایضاً)

دنیا کے سارے رشتے اور تعلقات فی نفسہا اس انسان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اتنی اور اس حد تک اور اس وقت تک کوئی حقیقت ہے جتنی جس حد تک اور جس وقت تک خدا کہے۔ کہ اس حقیقت کو اس تعلق کو قائم رکھنا ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ نے انسان پر بڑی بھاری ذمہ داری

ماں باپ کی خدمت

کی، ان کی عزت و احترام کی۔ ان کی اطاعت کی اور ان کا کہا ماننے کی ڈالی ہے لیکن ایک حد بھی مقرر کر دی۔ اگر شرک کی بات کریں۔ خدا سے دُوری کی بات کریں تو پھر ان کی بات نہیں ماننی۔ اس سے ورے ورے ان کی عزت کرنی ہے۔ ان کا احترام کرنا ہے، ان کی اطاعت کرنی ہے، ادب سے پیش آنا ہے انہیں اُف تک نہیں کہنا، ہر طرح ان کو آرام دینا ہے اور خوش رکھنے کی کوشش کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بے شمار ذمہ داریاں ہیں لیکن ساتھ یہ کہہ دیا کہ اگر شرک کی کوئی بات کریں۔ خدا سے دُور لے جانے والی کوئی بات کریں تو پھر ان کی بات نہیں ماننی۔ تو ایسی روح تمام تعلقات توڑ دیتی ہے۔ جو خدا کے سوا ہوں صرف ایک تعلق جو حقیقی تعلق ہے اس کا قائم ہو جاتا ہے اور اس تعلق کے نتیجہ میں پھر جس سے خدا جس حد تک تعلق قائم کرنے کو کہتا ہے وہ کرتا ہے نہ اس سے زیادہ نہ کم۔ گویا ہر ماسوا اللہ حقیقت میں کچھ نہیں نہ کوئی عظمت اس کی، نہ کوئی جلال اس کا، نہ کوئی عزت اس کی، نہ کوئی احترام اس کا، نہ کوئی خوف اس کا، نہ کوئی ڈر اس کا، کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا

خدا سے ایک رشتہ محبت قائم ہو گیا۔ جس کے بعد کوئی اور رشتہ قائم نہ رہا۔ جس کے بعد کسی اور رشتہ محبت کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ دوسری صفت ہے جو اس قسم کی دُعا میں پائی جانی چاہیئے۔ جس کے نتیجہ میں اس روح میں بھی یہ حقیقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے اور اپنے نقش وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے۔" (ایضاً)

دوئم تو یہ تھا کہ کوئی غیر جو ہے وہ باقی نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ جو بھی رشتہ ہے وہ خدا میں ہو کر اس کے احکام کی روشنی میں قائم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ اپنا وجود بھی باقی نہیں رہتا۔ اپنا وجود بھی خدا کے سپرد ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کا جو خلاصہ نکالا ہے (یہ حوالے مختلف جگہوں کے ہیں میرے ذہن نے ان کو اکٹھا کیا ہے۔ ویسے تو ہر دعا کے ساتھ ان دو چیزوں کا تعلق ہے لیکن حقیقتاً اس بنیادی دعا کے ساتھ تعلق ہے) وہ یہ ہے کہ اس اصلی اور بنیادی

دعا کے لئے دو چیزوں کا تصور ضروری ہے

ایک اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کا تصور، اس کی ذات کی معرفت اور اس کی صفات کا عرفان اور اس حقیقت کا احساس کہ یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور یہ کہ کوئی اور وجود اس کی صفات کاملہ کے کام میں کوئی روک نہیں پیدا کر سکتا۔ جب اس کی صفت کا جلوہ ہوتا ہے تو ہر شے جو اس کے مخالف ہوتی ہے۔ وہ ہلاک کر دی جاتی ہے فنا کر دی جاتی ہے۔

پس ایک تو یہ تصور اس روح میں قائم ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے۔ کہ

اللہ تعالےٰ بڑی عظمت و جلال والا ہے

اور وہ صفات حسنہ سے متصف ہے۔ اور اس کی یہ صفات حسنہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اور کوئی اور طاقت اور کوئی اور صفت اور کوئی تدبیر اور حیلہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کے مقابلہ میں کامیاب اور کارگر نہیں ہو سکتی۔

دوسرا تصور یہ ہے کہ میں کچھ نہیں۔ یہ

اپنی ذلت اور نیستی کا تصور

ہے۔ دراصل عبودیت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان اس حقیقت پر نہ قائم ہو جائے کہ میں لاشے محض ہوں اور لاشے محض ہونے کے باوجود اس کو کام کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ غرض اپنی ذلت اور نیستی کے ساتھ ہی اس کو یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ توفیق دے گا (اور اللہ تعالےٰ توفیق دیتا ہے) وہ تائید کرے گا اس کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور جب اس کی توفیق اور تائید و نصرت حاصل ہو جائے تو وہ وجود جو لاشے محض ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی تائید سے ایسے کاموں کی توفیق پاتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہیں۔

ان

دو تصورات کے نتیجہ میں

وہ حقیقی بنیادی دعا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ جس میں تین خاصیتیں ہیں یعنی جس کے نتیجہ میں دعا کرنے والے میں تین خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور جس کے نتیجہ میں اس محل کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ جو محل روحانی طور پر اس دُنیا میں انسانی جنت کا محل اور اس دنیا میں انسانی جنت کا محل ہوتا ہے۔

پس یقیمون الصلوٰۃ میں اس نماز کا ذکر نہیں جو ابھی خطبہ کے بعد مثلاً جمعہ کی نماز پڑھیں گے یا پھر مغرب اور عشاء۔ فجر اور ظہر کی نماز ہر روز یہاں پڑھتے ہیں بلکہ اس بنیادی دعا کا تعلق تمام حقوق اللہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حق بھی ادا نہیں ہو سکتا جو اس بنیاد کے اوپر کھڑا نہ ہو کیونکہ انسان اگر اپنے کو بھی کچھ سمجھے تو وہ خدا کا حق کیسے ادا کر سکے گا۔ اگر وہ غیر اللہ کو کچھ سمجھے تو وہ خدا کا حق کیسے ادا کر سکے گا۔ پس یہ وہ بنیادی دعا ہے جو ہر مومن مسلمان پر فرض ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے وہ تعلق محبت پیدا ہو جاتا ہے جس تعلق محبت کو پیدا کرنے کے لئے انسان کی پیدائش ہوئی ہے اور ان نعماء کا وارث ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن بندے کے لئے مقدر ہیں

سورہ بقرہ کے شروع میں بھی اسی معنے میں یقیمون الصلوٰۃ کا فقرہ استعمال کیا گیا ہے۔ غرض

عبادت کی روح یہ دعا ہے

اس کے بغیر بظاہر نظر آنے والی عبادت ایک مردہ لاشہ ہے لیکن اگر اس عبادت میں یہ دعا، دعا کی یہ روح پیدا ہو جائے تو پھر وہ زندہ ہے اور زندہ کا تعلق زندہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ زندہ روح کا تعلق پھر زندہ خدا سے ہو جائے گا۔ پس حقوق اللہ کی ادائیگی میں روح عبادت یہ دعا ہے۔ یہ صلوٰۃ ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔

عبادت کی کچھ ذمہ داریاں حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہیں ویسے تو زکوٰۃ کا سارے ہی حقوق کے ساتھ تعلق ہے لیکن نمایاں طور پر براہ راست تعلق حقوق العباد کے ساتھ نظر آتا ہے میں نے بڑا سوچا۔ میرے نزدیک اس صرف حقوق العباد کے لئے ہی سمجھنا درست نہیں ہے۔ زکوٰۃ روح خدمت ہے۔ اس دنیا میں حقوق انسانی کی ادائیگی اور نوع انسانی کی جو خدمت ہے اس کے ساتھ اس کا نمایاں طور پر تعلق ہے۔ بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ خدمت سے کچھ مختلف ہے۔ محض خادم کا تعلق نہیں بلکہ فنا کا تعلق ہے۔ اس وجہ سے وہ چیز وہاں اتنی نمایاں نہیں ہوتی لیکن بہر حال وہاں بھی اس کا تعلق ہے

ایک دوسرے نقطہ نگاہ سے تمام گیارہ کی گیارہ باتیں جن کا مخلصین لہ الدین میں ذکر ہے یا اس سے زائد کہیں اور ذکر ہو ان کی دوسری بنیاد زکوٰۃ ہے۔ یہ وہ زکوٰۃ نہیں جس کی شرائط پوری ہونے پر چالیسواں حصہ یا بعض لازمی چندوں کے۔ دوسرے مقررہ حصے ادا کئے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کے مختلف معانی ہیں اور بعض آیات قرآنی میں تمام لغوی معنے چسپاں ہو جاتے ہیں اور وہاں ہمیں بڑی لطیف تفسیر ملتی ہے۔

اس معنی کی رو سے جو میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی حقیقت کا حامل ہے۔

زکوٰۃ کے معنے یہ ہیں

کہ اللہ تعالیٰ ہی کا حق تسلیم کیا جائے اور اسی کو مالک حقیقی سمجھا جائے اور خدا کا جو حق ہے اسکی آگے اس تقسیم میں جو اس نے اپنے کسی بندے کے سپرد کی ہے خدا کے قائم کردہ حق کے مطابق خرچ کیا جائے۔ پس زکوٰۃ کے معنے یہ ہوئے کہ

مما رزقنٰھم ینفقون

مثلاً ہر چیز جو میری ہے یا آپ میں سے ہر ایک کی ہے حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کی ہے اور مالک حقیقی کے حکم اور ارشاد کے مطابق اس تمام عطا کا مصرف ہونا چاہیئے۔ جہاں وہ حق قائم کرے وہاں وہ حق ملنا چاہیئے۔ اس لئے اسلام ایک حسین اور عجیب مذہب ہے کہ اس نے صرف دوسروں کے حقوق تسلیم کر کے ان کو قائم نہیں کیا بلکہ خود ہر فرد واحد کے حقوق کو تسلیم کیا اور ان کی ادائیگی کا حکم دیا اگر یہ حقوق تسلیم نہ کئے جاتے تو اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ولنفسك عليك حقاً [1]

(بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

تیرے نفس کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے قائم کئے ہیں اور تیرا یہ فرض ہے کہ تو ان حقوق کو ادا کرے۔ ایک حق مثلاً نفس کا یہ ہے کہ اس کو متوازن غذا ملے کہ اسکی صحت قائم رہے اور اپنی زندگی میں وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکے۔ وہ یہ سمجھے کہ میری زندگی کا ہر سانس اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ یہ اسی کا ہے میرا کوئی حق نہیں کہ میں جس طرح چاہوں اپنی زندگی کے اوقات کو خرچ کر دوں۔ جب اسے نیند آتی ہے اور جسم تھک جاتا ہے تو جسم کہتا ہے میں نے سونا ہے اللہ کا بندہ اس وقت یہ سوچے گا کہ سونا کیوں؟ کیا خدا نے میرا یہ حق تسلیم کیا کہ اس دنیا میں تم تھک جاؤ گے۔ اور تمہیں نیند کی ضرورت پڑے گی اس وقت نیند کی ضرورتوں کو ان شرائط کے ساتھ جو اسلام نے بڑی وضاحت سے بیان کی ہیں پوری کر سکو گے یہ تمہارا حق ہے یعنی چیز خدا کی تھی اس نے اپنی رحمت سے یہ حق عطا کیا اور جب ہم اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کہتا ہے

جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (النبأ ۷۸: ۱۰)

تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت کا باعث بنایا ہے۔ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیئے یہ کہنے سے کہ ہم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت کا باعث بنایا ہے۔ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

ایک حکمت یہ ہے

کہ خدا یہ کہتا ہے کہ اگر میں تمہارا یہ حق تسلیم نہ کرتا کہ تم اپنی زندگی کے کچھ لمحات راحت اور آرام اور اپنی طاقتوں کو زیادہ مضبوط بنانے اور پوری طاقت حاصل کرنے کے لئے نیند لو تو تمہارا کوئی حق نہیں تھا کہ تم سوتے لیکن چونکہ تمہارے جسم کو میں نے اس طرح بنایا ہے کہ تمہارا دل اور تمہارا دماغ اور تمہارا جسم کوفت محسوس کرے گا۔ اور چاہے گا کہ میں نیند لوں اس لئے ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ

ولنفسك عليك حقاً

اور تیرے نفس کا ایک حق یہ ہے کہ جب وہ تھک جائے اور اس کو راحت اور آرام کی ضرورت پڑے تو وہ سو جائے۔ پس ہماری زندگی کے سارے لمحات اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے لئے سونے کا حق پیدا کیا اور ہمیں اجازت دی کہ سو جاؤ ورنہ خدا کا مومن بندہ مر جاتا مگر اونگھتا نہ، اس کو دوسری طرف یہ بھی تو حکم تھا نہ! کہ تخلقوا باخلاق اللہ اور وہ خدا تعالیٰ کی سنت دیکھتا کہ

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (البقرۃ ۲: ۲۵۶)

اور کہتا کہ میں بھی نہیں سوؤں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا پھر تو اپنی اس زندگی

---

[1] پوری حدیث یہ ہے:

إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا
وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ

(بخاری کتاب الصوم)

کو کامیاب نہیں بنا سکتا۔ تیرے قویٰ آہستہ آہستہ کمزور ہوتے چلے جائیں گے حالانکہ تیری ذمہ داریاں تو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ تو انہیں کیسے نباہے گا۔ پس نیند کا یہ حق قائم کر دیا اور جہاں یہ ذکر ہے کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں یا مما رزقنھم ینفقون۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

ہم ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسلیم کرتے

اور ہر چیز کا مصرف اور خرچ خدا کی ہدایت کے مطابق ہو تو صحیح سمجھتے ہیں ورنہ ہمارا اپنا کوئی حق نہیں۔

ہمارے ایک بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ وہ بڑے قیمتی جبے پہنا کرتے تھے۔ کسی نے اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو مونہہ میں ایک لقمہ بھی نہیں ڈالتا جب تک میرا خدا نہ مجھے کہے کہ تو یہ لقمہ مونہہ میں ڈال اور کوئی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا مجھے یہ نہ کہے کہ یہ قیمتی لباس پہن۔

دراصل اللہ تعالیٰ ہر بندہ سے اسیطرح مخاطب ہوتا ہے۔ کس سے مخاطب ہوتا ہے ان قائم کردہ حقوق کو دہرانے سے جو قرآن اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حدیث میں قائم ہو چکے ہیں اور کس کے لئے وہ دہراتا نہیں لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمسائے کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، اقربا کے حقوق، اہل محلہ کے حقوق، بنی نوع انسان کے حقوق غرض ہر ایک کے حقوق قائم کر دیئے ہیں اور یہ کہا کہ تیرا یہ حق نہیں ہے کہ تو اپنے طور پر کسی کے حقوق قائم کرے۔ تو اپنا حق بھی قائم نہیں کر سکتا جب تک وہ ہماری طرف سے قائم نہ ہو۔ یہ ہیں زکوٰۃ کے معنے کہ ہر چیز کو خدا کا سمجھ کر، ہر حق اسی کا تسلیم کرتے ہوئے ہر شئی، خدائی عطا سمجھتے ہوئے جتنی چیز جس جگہ خرچ کرنے کا حکم ہو اور جس قدر اپنے نفس کا یا کسی اور کا حق اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہو اس کے مطابق خرچ کرنا یہ زکوٰۃ ہے اور یہ بنیادی چیز ہے اور جیسا کہ میں نے کہا ہے اس کا تعلق نمایاں طور پر حقوق العباد سے ہے۔ لیکن عبادت کے ہر تقاضے سے اس کا تعلق ہے۔

پس فرمایا کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے

تمہیں حکم دیا جاتا ہے

کہ تم خدائے واحد کی عبادت کرو مخلصین لہ الدین ہو کر یعنی ان تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ پھر یہ نہیں کہ چند دن ان تقاضوں کو پورا کرو اور پھر چھوڑ دو۔ بلکہ حُنَفَآءَ یعنی ثبات قدم ہونا چاہیئے۔ اگر تم میرے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارا انجام بخیر ہو تو تمہیں ثابت قدم رہنا پڑے گا۔

دوسرے یہ کہ جو روحِ عبادت ہے اسے زندہ رکھنا پڑے گا اور تم یہ نہیں کر سکتے۔ پس دعا کرنی پڑے گی کہ اے خدا! ہماری روحِ عبادت کو زندہ رکھ اور زندہ رکھنے کی ہمیں توفیق عطا کر۔

پس

دو تصور اپنے ذہن میں لاؤ

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑی عظمت اور جلال والا ہے اور وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے اور اسکی تمام صفات حسنہ ہر وقت کام کر رہی ہیں، کسی وقت بھی معطل نہیں ہوتیں۔ اور خدا تعالیٰ کی جو صفات کام کر رہی ہیں ان کے مقابلہ میں جو کوشش آئے گی وہ ناکام ہو جائے گی اور دوسرے یہ تصور کہ میں ذلیل تر اور محض لاشئی ہوں جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید حاصل نہ ہو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ دو تصور اس روح کو بیدار کرتے اور زندہ رکھتے ہیں اور جب یہ تصور روح کو زندہ کر دیتے ہیں تو اس وقت تین خاصیتیں ایسی روح میں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان خاصیتوں کے پیدا ہونے کے بعد ہی دراصل اس عمارت کی تعمیر کی جا سکتی ہے۔ جس کا تعلق عبادت اور اس کے تقاضوں کے ساتھ ہے۔

دوسرے فرمایا کہ خالی اس قسم کی دعا نہیں بلکہ یہ تسلیم کرو کہ تمہیں جو بھی میسر آیا ہے جو بھی ملا ہے۔ مثلاً تمہاری قوت تمہاری استعدادیں، تمہارا علم، تمہاری طاقت تمہارا جتھہ، تمہارے خاندان اور تمہارا اثر و رسوخ وغیرہ اور تم جس علاقے میں ہو وہاں کی MINERAL RESOURCES یا دوسرے بہت سے اموال جو مختلف ملکوں یا خطوں میں زراعت یا معدنیات وغیرہ کے نتیجہ میں ملتے ہیں حتیٰ کہ تمہاری زندگی کے سب لمحات

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے

فرد واحد بھی اس کا مخاطب ہے اور قومیں بھی اس کی مخاطب ہیں اور چونکہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے، ان کی تقسیم، ان کا مصرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ حقوق کی روشنی میں ہونا چاہیئے۔ چونکہ ہم تمہیں سونے کی اجازت دیتے ہیں اس لئے سو لیا کرو اور آرام اور راحت حاصل کیا کرو۔ تاکہ تم اگلے دن تازہ دم ہو کر اپنے کام میں لگو۔ نفس کے جتنے حقوق ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا حق انسانی جسم کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو قوتیں اور استعدادیں دی ہیں وہ اپنے دوسرے ذرائع اس طرح خرچ کرے کہ قوتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور فضل کے نتیجہ میں اپنی استعدادیں کمال تک پہنچ جائیں تاکہ انسانی پیدائش کا مقصد پورا ہو۔ ایک مقصد ہے اصولی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا یہ مقصد ہے انفرادی۔ فرد فرد سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ تمام نفوس جو پیدا کئے گئے وہ قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تو نہیں ہر ایک نے اپنی قوت اور استعداد کے مطابق جسمانی اور دنیوی، روحانی اور اخروی تیاری کرنی ہے۔

پس

اللہ تعالیٰ نے یہ حقوق قائم کئے

اور ہمارے جسم کی بھلائی کے لئے، ہمارے نفس کی بھلائی کے لئے۔ دنیوی ترقی اور روحانی ترقیات کے لئے ہمیں ہزاروں تعلیمات دی ہیں اور کہا ہے کہ یہ تمہارا حق ہے اگر انسان سوچے اور خدا کا شکر گزار بندہ بنے تو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں تمہیں صرف مصیبتوں میں ڈال کر امتحان لینا چاہتا ہوں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تمہارے حقوق بھی قائم کرتا ہوں تاکہ تم ترقی کرو۔ یعنی حقوق ملیں اور اس کا فائدہ بھی اسے حاصل ہو یعنی حق کے ملنے کا وقتی فائدہ بھی اور حق ملنے سے جو شاندار نتیجہ نکلا اس سے ابدی فائدہ بھی حاصل ہو اور یہ کہا کہ تمہارے حق کو قائم کرتا ہوں اور قائم کرنے کے دو فائدے ہوئے ایک تو یہ کہ انسان کے دل سے یہ خوف نکل گیا کہ خدا کی ساری چیزیں ہیں۔ میں کیوں استعمال کروں، کیوں کھاؤں، میں کیوں پہنوں، میں کیوں مکان بنا کر دھوپ اور بارش سے اپنی حفاظت کروں، خدا تعالیٰ نے کہا میں تمہارے ان حقوق کو تسلیم کرتا ہوں، تم ان کو پورا کرو، دوسرے بنیادی طور پر یہ فائدہ ہوا کہ کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچا کہ دخل اندازی کرے یا اعتراض کرے کہ تم کھاتے کیوں ہو۔ تم پیتے کیوں ہو۔ تم اس مکان میں رہتے کیوں ہو جیسا کہ کسی نے اعتراض کیا تھا۔ انہوں نے کہا مجھے خدا کہتا ہے میں کھاتا ہوں پس حق قائم ہو گیا

دُنیا کا اعتراض دُور ہو گیا۔ انسانی نشوونما اور انتہائی ترقی اور کمال تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا پھر دوسروں کے حقوق بھی قائم کئے ایک حسین معاشرہ قائم ہو گیا۔ ایک ایسا معاشرہ کہ اگر وہ واقعہ میں قائم ہو جائے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے زمانہ میں تقریباً تین سو سال تک قائم رہا تو دُنیا میں ایک ایسا عظیم انقلاب بپا ہو جائے کہ روس کا انقلاب اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہ رکھے۔ اتنی حیثیت بھی نہ رکھے جتنی ہاتھی کے مقابلہ میں ایک مکھی کی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ میں نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر تم میری عبادت اور اس کے لوازمات کو پورا کرو گے، اس کے حقوق کو ادا کرو گے تو اس کے نتیجہ میں تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمَةُ جس کے اوپر کوئی ضعف اور تنزل نہیں آئے گا۔ ہلاکت اور فنا نہیں آئے گی اگر تم ان احکام پر عمل کرو جو ان دو چھوٹی سی مختصر آیات میں بیان ہوئے ہیں تو ایک قائم رہنے والی اور دُنیا کے مربی اور استاد بننے والی قوم بن جائے گی۔

اگر ہم اپنی تاریخ کو دیکھیں

تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پاک صحبت میں اور بعد میں آنے والوں نے دو صدیوں تک (یعنی پہلی صدی کے بعد آنے والی دو صدیوں میں) آپ کی قوت قدسیہ اور آپ کے صحابہ سے فیض حاصل کرنے کے بعد ثابت قدمی کا سبق بھی سیکھا۔ انہوں نے روحِ عبادت کو بھی حاصل کیا، انہوں نے زکوٰۃ یعنی روحِ خدمت کو بھی پایا۔ اور اس طرح پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان تمام حقوق کو ادا کیا اور اس رنگ میں ادا کیا جس رنگ میں کہ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ وہ ان حقوق کو ادا کریں خواہ وہ حقوق ان کے نفسوں سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ حقوق ان کے بیوی بچوں سے تعلق رکھتے تھے۔ خواہ وہ حقوق ان کے والدین اور اقربا سے تعلق رکھتے تھے۔ خواہ وہ حقوق ان کے ہمسایوں یا اہلِ محلہ یا شہر میں بسنے والوں سے تعلق رکھتے تھے۔ یا ان کی دُنیا میں بسنے والوں سے تعلق رکھتے تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دُنیا کے محسن بنے، دُنیا کے مربی بنے، دنیا کے استاد بنے، خدا کا قرب پانے والے اور اس کے حصول کی راہیں دکھانے والے بنے، قرب کے حصول کے سامان پیدا کرنے والے بنے، چنانچہ متعصب دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ واقعہ میں وہ دُنیا کے محسن اعظم تھے۔

سوال پیدا ہوتا تھا

کہ وہ کیوں اور کیسے ایسے بنے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس لئے بنے کہ میں نے قرآن کریم میں جو ہدایتیں دی تھیں ان پر انہوں نے عمل کیا۔ تکبر اور خودستائی، خود رائی اور خودنمائی ان میں نہیں تھی۔ انہوں نے خدا میں ہو کر ایک نئی زندگی پائی تھی، کیونکہ اپنے اوپر انہوں نے ایک موت وارد کر لی تھی، وہ اس حقیقت پر قائم ہو چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے بغیر اس دُنیا میں بھی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی اور وہ اس حقیقت کو بھی پہچانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے جو حقوق اس دُنیا میں قائم کئے ہیں اگر کوئی قوم ان حقوق کی ادائیگی میں سستی اور غفلت سے کام لے تو کبھی کامیاب نہیں رہ سکتی۔ چونکہ انہوں نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا وہ اس انعام کے وارث بنے اور یہ بڑا زبردست انعام ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے کہ

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمَةُ

یہ قائم رہنے والی جماعت، یہ تنزل کے طوفانوں سے محفوظ رہنے والی جماعت کا دین ہے جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے جو دین کو ثبات قدم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی بنیادوں پر کھڑا کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا کرے

کہ ہم اس کے حکموں کو سمجھنے لگیں اور اسکی عبادت اس رنگ میں کریں جس رنگ میں وہ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اسکی عبادت کریں اور اس کے سچے اور پکے اور کامل اور حقیقی بندے بن جائیں اور ہمارا اپنا کچھ بھی باقی نہ رہے ہم اس کی خاطر، اسی کے حکم سے، اس میں محو ہو کر فنا اور موت کو اپنے اوپر وارد کریں اور اس سے ایک نئی زندگی جو پیار کی زندگی، جو محبت کی زندگی، جو احسان کی زندگی ہو اسے حاصل کریں اور خدا کرے کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں جو بنیادی تعلیم ہمیں دی گئی ہے کہ ہر شے کا مالک اللہ ہے اور اس کا مصرف اس کے حکم اور حق کے قیام کے بغیر نہیں کیا جا سکتا اس حقیقت کو ہم سمجھنے لگیں اور اس کے نتیجہ میں ہر اس شخص کو جس کا حق خدا نے قائم کیا ہے ہم اس کا حق ادا کرنے لگیں تاکہ کوئی کدورت۔ کوئی بے چینی۔ کوئی نفرت کوئی بغاوت اس دنیا میں قائم نہ رہے اور سب ایک برادری کی حیثیت میں اپنے رب کے دروازوں میں اکٹھے ہو جائیں، اور ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں اور یہ دُنیا بھی ہمارے لئے جنت بنے اور اس دُنیا کے بعد کی جو زندگی ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ جنت کے سامان پیدا کرے"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سولہویں تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی پندرہ روزہ سالانہ تربیتی کلاس کے لئے ۱۱ر تا ۲۵ر وفا ۱۳۴۸ ہش (۲۵ر جولائی ۱۹۶۹ء) کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں یہ کلاس بشرط اجازت ایوان محمود میں منعقد ہوگی۔ اس کلاس کا نصاب قرآن کریم، حدیث، فقہ، قواعد عربی، دعوۃ الی اللہ، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت احمدیہ کے عقاید، صنعت و حرفت کی عملی تربیت پر مشتمل ہوگا۔ مرکز کے دینی ماحول میں قیام، دینی تعلیم اور تربیت کا یہ ایک عمدہ موقعہ ہے۔ قائدین مجالس کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی مجلس کا کم از کم ایک نمائندہ اس کلاس کے لئے ضرور بھجوائیں۔ کلاس میں شامل ہونے والے خدام کے لئے ضروری ہے کہ وہ خواندہ ہوں یعنی کچھ پڑھ لکھ سکتے ہوں جو امسال میٹرک کے امتحان کے بعد فارغ ہو رہے ہیں۔ انہیں بالخصوص زیادہ سے زیادہ تعداد میں کلاس میں شمولیت کے لئے بھجوایا جائے۔

احمدی والدین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس کلاس میں شمولیت کے لئے بھجوائیں۔ اس سلسلہ میں مقامی خدام الاحمدیہ کے قائد سے رابطہ قائم کریں۔

جملہ قائدین کی خدمت میں التماس ہے کہ جو خدام اس کلاس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں ان کے اسماء اور کوائف سے ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس کو جلد سے جلد مطلع فرمائیں۔

(ناظم اعلیٰ سالانہ تربیتی کلاس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

شانِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، بانی جماعت احمدیہ کے نزدیک آنحضرتؐ کا مقام اور شان کیا تھی۔ کارڈ آنے پر مفت، اپنا پتہ صاف لکھیں

محمود احمد قمر ایڈووکیٹ سمن آباد لائل پور،

تریاقِ اٹھرا۔ اٹھرا کے لئے کورس -/۱۵ روپے نورِ نظر اولاد نرینہ کیلئے کورس -/۲۵ روپے خورشید یونانی دواخانہ ڈسپنسری وقف نمبر ۳۸ ربوہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا لڑکا مجید احمد دس بارہ دن سے بیمار چلا آرہا ہے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(ملک رشید احمد مغلپورہ گنج لاہور)

۲۔ عزیزم کریم احمد صاحب ابن برادرم چوہدری عنایت اللہ صاحب آف کراچی کو سکوٹر کے حادثہ میں چوٹیں آئی ہیں۔

۳۔ عزیزہ نائلہ صاحبہ بنت عزیزم شفیق احمد صاحب آف کوئٹہ کو گرنے سے بازو کی ہڈی پر چوٹ آئی ہے اور کان کا پردہ پھٹ گیا ہے ہر دو کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

(حکیم حفیظ الرحمٰن سنوری دفتر وقف عارضی ربوہ)

۴۔ میرا چھوٹا بھائی برادرم فیاض احمد صاحب مبشر نے اس سال پشاور سے دسویں کا امتحان دیا ہے احباب اعلیٰ اور نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

(چوہدری داؤد احمد مبارک ۹۰۵ محلہ گنج مردان)

۵۔ پشاور یونیورسٹی اور اس کے ملحقہ کالجوں میں زیر تعلیم متعدد احمدی طلباء و طالبات اس سال مختلف امتحانوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ اور دوسرے احمدی بھائی بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ ان تمام طلباء و طالبات کی شاندار کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(فواد الحق سکنڈ ایئر انجینئرنگ سیکرٹری احمدیہ انڈر گریجویٹ ایسوسی ایشن پشاور یونیورسٹی)

موضع کلانوالہ ضلع گجرات میں جلسہ

مورخہ ۶/۹ ۔ موضع کلانوالہ ضلع گجرات میں جہاں صرف ۲ گھر احمدی ہیں) صوفی علی محمد صاحب معلم وقف جدید کی آمد پر گاؤں کی مشترکہ مسجد میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں گرد و نواح احمدی احباب اور گاؤں کے غیر از جماعت مرد و زن نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک و نظم سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم صوفی علی محمد صاحب نے تقریباً پونے دو گھنٹہ تک تقریر فرمائی جسے بہت پسند کیا گیا۔ آپ نے آنحضرت کی تعلیم پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ کے نقش قدم چلنے کی تلقین کی۔

چوہدری غلام رسول پریذیڈنٹ
جماعت احمدیہ کلانوالہ ضلع گجرات

دفتر الفضل سے خط و کتابت

کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

مجالس خدام الاحمدیہ کی خصوصی توجہ کیلئے

مومن کا ہر قدم پہلے قدم سے ہمیشہ آگے ہی پڑتا ہے۔ الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلسل ترقی کے راستہ پر گامزن ہیں اور ہر شعبہ میں ہمارا قدم پہلے کی نسبت آگے ہی ہے لیکن ہمیں اپنے اس مقام پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اور محنت اور کوشش سے نظم و ضبط، ایثار و قربانی اور خاص طور پر تربیت کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی ترقی کی کتنی ہی اور منزلیں طے کرنا ہے قائدین مجالس اور عہدیداران اپنے مفوضہ فرائض کو صحیح رنگ میں نبھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ نیز اپنے کام کی رپورٹ باقاعدگی سے مرکز میں بھجوانا نہ بھولیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

قابل تقلید مساعی

مکرم قائد صاحب و ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ مبارک ماڈل کے مستحق ہیں۔ جن کی انتھک مساعی کے نتیجہ میں مجلس نے نمایاں ترقی کی ہے بجٹ کی تشخیص گزشتہ سال سے دوگنی ہو گئی اور وصولی کی رفتار بہت اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں مزید برکت دے اور دوسری مجالس کو ان کے نیک نمونہ کی پیروی کی توفیق بخشے۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

لائل پور
میں اپنی نوعیت کی واحد دکان جہاں سے آپکو ہر قسم کا صوفہ کلاتھ پردہ۔ کلاتھ سیٹ بستر۔ قرشی دریاں کھیس نوسے۔ جائنماز تھوک پرچون ملتے ہیں۔
وسیم ٹیلرز ہاؤس
چوک گھنٹہ گھر امین پور بازار لائلپور

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار
ماہنامہ تحریک جدید ربوہ
آپ خود بھی ماہنامہ پڑھیں اور غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیں
سالانہ چندہ صرف ۲ روپے
(منیجر)

پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد/راولپنڈی میں جائیداد خریدنے (کرایہ پر لینے) کے خواہشمند احباب کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلات حاصل فرمائیں۔ ایکسچینج سنٹر آب پارہ، اسلام آباد۔

نیو پائلز کورس
بواسیر خونی و بادی کی مجرب دوا/ ۴ کیپسول اور ٹکیاں
فہرست مجربات اور نمونہ کی خوراک مفت
شاہ ہومیوپیتھک سٹورز اینڈ ہسپتال رحمت بازار ربوہ

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں (منیجر)

سیالکوٹ
میں احمدیوں کی ۲۲ سالہ دوکان کالج و سکول و سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر قسم کی کتب۔ سپارے و سٹیشنری کے لئے قریشی برادرز جنرل مرچنٹ چوک علامہ اقبال۔ سیالکوٹ شہر کو یاد رکھیں

ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے
(منیجر)

وقت کی پابند یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس عوام کی اپنی پسند

ٹائم ٹیبل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷
روانگی از سرگودھا تا لاہور	۳-۳۰	۴-۳۰	۵-۳۰	۶-۰۰	۷-۱۵	۸-۰۰	۸-۴۵	۹-۳۰	۱۰-۳۰	۱۱-۲۰	۱۲-۱۵ بعد دوپہر	۱-۰۰	۱-۴۵	۲-۳۰	۳-۱۵	۴-۳۰	۵-۳۵
روانگی از لاہور تا سرگودھا	۳-۰۰	۴-۵۰	۴-۵۵	۵-۴۰	۶-۲۰	۷-۳۰	۸-۱۰	۹-۱۰	۱۰-۳۰	۱۱-۱۰	۱۲-۴۰ بعد دوپہر	۱-۳۰	۲-۳۰	۳-۱۰	۴-۲۰	۵-۵۰	۷-۲۰
روانگی از سرگودھا تا گوجرانوالہ	۴-۴۵	۹-۱۵															
روانگی از گوجرانوالہ تا سرگودھا	۹-۲۰	۲-۳۰															

ہمیشہ یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے۔ آپ کی خدمت کے لئے تجربہ کار خوش اخلاق اسٹاف کی خدمات حاصل ہیں۔ (محمد علی ظفر برائے منیجر)

حب اٹھرا مرض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا مکمل کورس گیارہ روپے فی بوتل ۲ روپے حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ / نزد سول ہسپتال یونین محمود ربوہ

ہمدرد نسواں (رجسٹرڈ) مرض اٹھرا کا بے نظیر علاج، دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس بیس ۲۰ روپے

تعلیم الاسلام مڈل سکول محمد آباد ضلع تھرپارکر کا شاندار نتیجہ

امسال سکول ہذا کی طرف سے ۱۷ طلباء اور ۶ طالبات مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں شریک ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کامیاب ہو گئے۔ سکول ہذا کے ایک طالب علم عبدالستار ولد امیر الدین صاحب نے ۹۰۰ میں سے ۷۰۴ نمبر لے کر ریجن بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی اور ضلع تھرپارکر سے دوسری پوزیشن حاصل کی۔

سکول ہذا کے ۱۷ طلباء میں سے ۸ فرسٹ ڈویژن اور ۹ سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ ۶ طالبات میں سے ۵ سیکنڈ ڈویژن اور ایک تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئی۔ اس طرح مجموعی نتیجہ ۱۰۰ ٪ رہا۔

ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن حیدرآباد کے اعلان کے مطابق تمام ایسے طلباء کے لئے جو فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور تمام ایسی طالبات کے لئے جنہوں نے ۵۰ فیصدی سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں گے۔ وظیفہ ملنے کی امید ہے۔ اس طرح سکول ہذا سے ۸ طلباء اور ۵ طالبات کو وظیفہ ملنے کی امید ہے۔

احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ سکول ہذا کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور سکول ہذا کے جملہ سٹاف کو مزید محنت سے صحیح طور پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام مڈل سکول محمد آباد ضلع تھرپارکر

دعائے مغفرت

پچھلے ماہ کی ۲۱ تاریخ کو ہمارے والد صاحب محترم چوہدری کمال الدین صاحب وفات پا گئے۔ ہماری خالہ جان محترمہ بغرض افسوس تشریف لائی ہوئی تھیں۔ کہ چنیوٹ سے اطلاع ملی کہ ان کی نند کا انتقال ہو گیا۔ پچھلے ہی مہینہ کی ۲۹ تاریخ کو ہمارے خالو جان محترم چوہدری عبدالرحیم صاحب آف اسلامیہ پارک لاہور وفات پا گئے مورخہ ۳۰ جون صبح ایک بجے ہمارے شفیق تایا جان محترم چوہدری جمال الدین صاحب اس دار فانی سے رخصت فرما کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یکے بعد دیگرے ان ہستیوں کی جدائی ہمارے لئے بہت ہی صدمہ و غم کا موجب ہوئی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان تمام جدا ہونے والوں کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور ہم پسماندگان کو صبر و جمیل بخشے۔ آمین ثم آمین۔

(چوہدری ناصر احمد۔ چوہدری داؤد احمد شام گنج مردان)

گمشدہ رقم کی تلاش

ربوہ — ۶ جولائی کو خاکسار کا دس روپے کا نوٹ رحمت بازار (غلہ منڈی) میں یا بڑی سڑک پر جو رحمت بازار سے ریلوے اسٹیشن کے سامنے سے ہوتی ہوئی گولبازار جاتی ہے کہیں گر گیا ہے۔ جن صاحب کو ملا ہو براہ کرم خاکسار کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

عبدالشکور خان کارکن تعلیم الاسلام کالج ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

بامو قعہ قابل فروخت یا رہن مکان

محلہ دارالنصر غربی ربوہ میں ایک نہایت ہی باموقعہ پختہ مکان فوری قابل فروخت یا رہن ہے۔

ق۔ معرفت رفقاء الفضل ربوہ

اگر آپ جاننا چاہیں کہ سجدۂ تلاوت میں کونسی تسبیح پڑھی جاتی ہے تو

نماز مترجم

مرتبہ مکرم محمد احمد صاحب سیالکوٹی

کے صفحہ ۴۶ پر ملاحظہ فرمالیں، ۲۵ عدد پر ۲۵ فی صد کمیشن ملنے کا پتہ

مکتبہ فیض عام ربوہ

جدید فیشن کے مطابق سونے کے

زیورات

چاندی کے خوشنما برتن و ٹی سیٹ

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور فون نمبر ۵۲۶۲۳

قابل اعتماد سروس سے

سرگودھا سے سیالکوٹ

عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی

کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے۔ منیجر

ضرورت مرغی خانہ

مثلاً ٹھانے والے انڈے ایک ہفتہ چوزے پٹھیاں، مرغیاں، خوراک، اجزائے خوراک وغیرہ

خلیل پولٹری فارم ربوہ سے حاصل کریں

(منیجر)

تبلیغی و علمی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے جواب دئے جاتے ہیں۔ غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابوالعطاء صاحب ہیں۔ سالانہ چندہ صرف ۷/ روپے

(منیجر)

کوٹھی برائے فروخت

ایک کوٹھی واقع محلہ دارالیمن ربوہ نزد مسجد گنبد والی و نزد پختہ سڑک رقبہ ایک کنال۔ پانچ کمرے ٹائلشی دور آمدے دو غسلخانے ایک گیلری ایک باورچی خانہ نلکا۔ اور بجلی کی فٹنگ۔ چنائی کوٹھی سیمنٹ لکڑی دیار اور چھت پر لوہے کے گارڈر ہیں۔ مع چار دیواری پختہ برائے فروخت موجود ہے۔ خواہشمند احباب صدر محلہ سے رجوع فرمائیں۔

ع۔م معرفت محمد صاحب محلہ دارالیمن ربوہ

بواسیر

کی حیرت انگیز دوا

بواسیر خونی ہو یا بادی پائلز کیور کے صرف چار کیپسولوں سے ختم مکمل کورس ۱۰/ روپے۔ تسلی کے لئے نمونہ کی ایک خوراک بالکل مفت

کیور یو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۵ کمرشل بلڈنگ سمن آباد لاہور

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۲ روفا تا ۸ روفا ۱۳۴۸ ہش

۱۔ جیسا کہ احباب کو علم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۲۳ ماہ احسان (جون) سے مری میں قیام فرما ہیں۔ مری میں حضور کی اہم علمی، دینی اور جماعتی مصروفیات کے متعلق مکرم یوسف سلیم صاحب ایم اے رکن شعبہ زود نویسی نے اس عرصہ میں جو اطلاعات ارسال فرمائی ہیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

اس عرصہ میں پہلے دو دن سفر کی کوفت کی وجہ سے حضور کی طبیعت کچھ ناساز رہی لیکن بعد میں طبیعت بفضلہ تعالیٰ بحالی ہو گئی الحمد للہ علیٰ ذالک

حضور پُرنور اپنی دوسری دینی اور علمی مصروفیات کے علاوہ روزانہ ظہر اور عصر نیز مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد کچھ دیر کے لئے تشریف فرما ہو کر احباب کو اپنے روح پرور ملفوظات اور مواعظ حسنہ سے متمتع فرماتے ہیں۔ ان مواقع پر راولپنڈی۔ اسلام آباد۔ مری اور مضافات کے دوست بھی اکثر نمازوں میں آ کر شامل ہوتے ہیں اور حضور کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے علاوہ حضور کی بابرکت مجلس سے مستفید ہوتے ہیں۔

ان ایام میں بعض غیر از جماعت دوست بھی حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۲۵ احسان کو مولانا محمد یعقوب خان صاحب اپنے صاحبزادہ کیپٹن عبدالسلام اور ان کے چھوٹے بچوں کے ساتھ ایبٹ آباد سے بذریعہ کار حضور سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے وہ کار سے اتر نہیں سکتے تھے لہٰذا حضور پُرنور از راہ شفقت کرسی پر اُن کے پاس تشریف فرما ہوئے اور اُن کی مزاج پرسی فرمائی۔ دوران گفتگو کشمیر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر بھی آیا۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے اظہار فرمایا کہ "کشمیر کی کہانی" پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ واقعی کس قدر عظیم شخصیت کے حامل تھے۔

۲۷ احسان کو جمعہ کی نماز حضور پُرنور نے احمدیہ مسجد کلکتہ میں پڑھائی اور گزشتہ خطبات کے تسلسل میں ایک روح پرور اور ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس خطبہ میں حضور نے اسلام کے اقتصادی نظام کے بعض پہلوؤں کو بیان کرنے کے علاوہ توحید باری تعالےٰ کے علمی اور عملی حصوں پر بھی بہت لطیف اور پُرمعارف انداز میں روشنی ڈالی۔

۲۹ احسان بروز اتوار صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک حضور نے انفرادی طور پر بھی دوستوں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اس روز بھی راولپنڈی۔ اسلام آباد مری اور بعض دوسرے مقامات کے دوست کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور نے فرداً فرداً سب احباب کو ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

۳ روفا کو حضور کی طبیعت ضعف اور سردرد کی وجہ سے ناساز رہی۔ ۴ روفا کو ناسازی طبع کے باوجود حضور نے بیرونجات سے آئے ہوئے احباب کے جذبات کے پیش نظر از راہ شفقت مسجد احمدیہ کلکتہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور نماز سے قبل ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے اپنی طبیعت کی ناسازی کی بناء پر گزشتہ خطبات کے تسلسل میں اسلام کے اقتصادی نظام کو بیان کرنے کی بجائے عام اخلاقی امور کے بارہ میں احباب سے خطاب فرمایا اور اس تعلق میں اسلام کے بعض اصولی احکام پر روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا ہر سچے احمدی کا فرض ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی تقلید میں دوسروں کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے اور دوسروں کی خیر خواہی اور بہتری کا خیال رکھے حضور نے فرمایا ایک عام خلق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے خندہ پیشانی اور تبسم چہرہ کے ساتھ پیش آیا جائے اور خصوصاً ایسے لوگوں کے ساتھ شفقت اور دلجوئی کا سلوک روا رکھا جائے جنہیں دنیوی طور پر عام سوسائٹی میں بے سہارا اور کسمپرسی سمجھا جاتا ہے۔

حضور کا یہ ایمان افروز خطبہ پون گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں بعد ازاں حضور تھوڑی دیر مسجد میں تشریف فرما رہے اور احباب سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے جمعہ کی نماز میں مری اور اس کے مضافات کے علاوہ اسلام آباد، راولپنڈی جہلم اور بعض دوسرے مقامات کے احباب شریک ہوئے۔ مسجد تشریف لے جاتے وقت حضور نے بیرونجات سے آئے ہوئے احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

حضور کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

۲۔ بلغراد (بذریعہ تار)۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید ایران اور ترکی کا تبلیغی دورہ کرنے کے بعد بخیر و عافیت یوگوسلاویہ کے دارالحکومت بلغراد پہنچ گئے ہیں۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اشاعت اسلام کے موجودہ نظام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے سلسلہ میں یہ دورہ فرما رہے ہیں۔ احباب جماعت ان ایام میں خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور جس عظیم الشان مقصد کے پیش نظر آپ یہ دورہ فرما رہے ہیں وہ بتمام و کمال پورا ہو اور آپ کامیاب و کامران بخیر و عافیت واپس تشریف لائیں۔ آمین ثم آمین

۳۔ ربوہ میں ۴ روفا کو نماز جمعہ امیر مقامی محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے سورۃ البقرہ کی آیت وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ اور قرآن مجید کی متعدد دیگر آیات کی تفسیر بیان کر کے نفاق کے مرض اور اس کی معضرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے نفاق کی اقسام اور منافقوں کی علامات بیان کر کے احباب کو اپنے نفسوں کا جائزہ لیتے رہنے کی تلقین فرمائی تاکہ ہر فرد صحیح ایمان پر قائم رہتے ہوئے اس کے جملہ تقاضوں کو پوری بشاشت اور انشراح صدر کے ساتھ پورا کرتا چلا جائے اور عند اللہ فائز المرام ٹھہرے۔ آپ نے اس ضمن میں خاص طور پر نماز باجماعت کے التزام، حضور ایدہ اللہ کی ہر تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے غلبہ اسلام کی غرض سے قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے، نظام سلسلہ کا حقہ احترام کرنے اور باہمی محبت و اخوت کو زیادہ سے زیادہ فروغ دے کر جماعتی اتحاد و اتفاق کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی اہمیت پر خاص زور دیا۔

۴۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کو ۳۰ ماہ احسان ۱۳۴۸ ہش مطابق ۳۰ جون ۱۹۶۹ء بروز دوشنبہ پہلا فرزند عطا فرمایا ہے نومولود محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ اور محترمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کا پہلا پوتا نیز محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ کا پہلا نواسہ ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو اپنے فضل سے صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم روحانی ورثہ سے حصہ وافر عطا فرما کر دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

۵۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے صاحبزادی سیدہ درِ شہوار درانہ اور اور ملک فاروق احمد صاحب کھوکھر کو ۱۴ روفا ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک پہلی بچی عطا فرمائی ہے جو حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی نواسی اور محترم ملک عمر علی صاحب مرحوم رئیس ملتان کی پوتی ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے نومولودہ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴